کیوں آخر کیوں؟

تحریر: جاوید چوہدری

نام عبدالوحید تھا، وہ الیکشن کمیشن میں لیگل اسسٹنٹ تھا، گرین ٹاؤن لاہور کا رہائشی تھا، وہ پانچ سال ایف آئی اے میں لاء آفیسر بھی رہا، و2005ء میں الیکشن کمیشن میں واپس آیا کرپشن اور اختیارات سے تجاوز کا الزام لگا، انکوائری ہوئی اور ثابت ہو گیا عبدالوحید نے 60 ہزار روپے لے کر ایک ایسے شخص کا ووٹ ٹرانسفر کر دیا تھا جس نے بعدازاں ٹاؤن ممبر کا الیکشن لڑا، سزا سے بچنے کیلئے اس نے قبل از وقت ریٹائرمنٹ لے لی وہ 24 برس الیکشن کمیشن میں ملازم رہا، ساتھیوں نے ان 24 برسوں میں اسے کبھی نماز اور روزے کی پابندی کرتے نہیں دیکھا، وہ اسلامی شعائر کا مذاق بھی اڑاتا تھا تاہم وہ روحانیت اور طریقت کا بے انتہا قائل تھا، وہ مرشد پرست بھی تھا اور وہ تعویذ دھاگے پر بھی یقین رکھتا تھا، وہ ملازمت کے دوران علی محمد گجر نام کے ایک شخص سے ملا، وہ فیصل آباد کے گاؤں چنن کا رہنے والا تھا اور وہ سائیں مستی سرکار کہلاتا تھا، وہ اسلام آباد اور لاہور میں تعویذ دھاگہ اور گنڈا کرتا تھا، سینکڑوں لوگ اس کے مرید تھے، عبدالوحید بہت جلد علی محمد گجر کا مرید بن گیا، پیر صاحب بھی شریعت کے پابند نہیں تھے، وہ سمجھتے تھے انسان گناہوں کا پتلا ہے، یہ پتلا اگر زندگی میں اپنے گناہوں کا ازالہ کر دے تو یہ پاک ہو جاتا ہے، علی محمد گجر نے انسانوں کو گناہوں سے پاک کرنے کا ایک طریقہ بھی وضع کر رکھا تھا، وہ ''گنہگار'' مرد اور عورت کو ننگا کرتا تھا اور اس کے ننگے جسم پر چھڑی سے ہلکی ہلکی ضربیں لگاتا تھا، یہ ضربیں ''گناہوں کا ازالہ'' ہوتی تھیں اور یوں ''گنہگار'' چند ضربوں میں نومولود بچے کی طرح پاک ہو جاتا تھا، علی محمد گجر روزانہ دس بیس گنہگاروں کو گناہوں کے بوجھ سے آزاد کر دیتا تھا۔

عبدالوحید مستی سرکار کا مرید بنا اور وہ روحانیت میں تیزی سے ترقی کرتا ہوا حضرت صاحب کا خلیفہ بن گیا، حضرت صاحب جب گنہگاروں کو پاک کرتے کرتے تھک جاتے تھے وہ اپنی چھڑی عبدالوحید کے ہاتھ میں دے دیتے تھے اور گنہگاروں کے گناہ جھاڑنے کا باقی فریضہ خلیفہ صاحب ادا کرتے تھے۔

حضرت صاحب اس دوران دور بیٹھ کر گنہگاروں کے ننگے بدن کا، معائنہ کرتے رہتے تھے گناہ کم ہوں تو چھوٹی چھڑی اور چھوٹی ضرب اور گناہ بڑے اور شدید ہوں تو بڑا ڈنڈا اور بھاری ضربیں یہ دنیا کی اس جدید ترین سائنس کا واحد فارمولا تھا، لوگ دُور دُور سے سائیں مستی سرکار چوہدری علی محمد گجر قلندر کی درگاہ پر آتے مزار کو سلام کرتے اور خلیفہ سرکار سائیں عبدالوحید قلندر سے اپنے گناہ جھڑوا کر گھر واپس چلے جاتے، سائیں نے حکم دے

رکھا تھا وہ جب گنہگاروں کو ڈنڈا مارے گا تو وہ منہ سے حق حق کی آواز نکالیں گے چنانچہ درگاہ سے اکثر اوقات حق حق کی صدائیں آتی رہتی تھیں۔

سائیں عبدالوحید کو اس دوران اللہ تعالیٰ کی طرف سے (نعوذ باللہ) سگنل بھی آنا شروع ہو گئے اور وہ خود کو امام مہدی (نعوذ باللہ) بھی کہنے لگا، مریدین نے اس برزاہ سرائی پر بھی یقین کر لیا، سائیں عبدالوحید شراب کا پرانا عادی تھا، وہ ''خلافت'' کے دوران دیگر نشوں سے بھی متعارف ہو گیا اور وہ اب زیادہ وقت مخمور رہنے لگا وہ خود نماز روزے کو پسند کرتا تھا اور نہ ہی مریدوں کو اس طرف جانے دیتا تھا وہ کہتا تھا آپ جی بھر کر گناہ کریں، اور آخر میں مجھ سے اپنے گناہ جھڑوالیں۔

بات ختم وہ ہر جمعرات کو اپنے مرشد کا ختم بھی کراتا تھا، دیگ پکواتا تھا چاول تقسیم کرتا تھا اور گنہگاروں کو ڈنڈے مار کر پاک صاف کرتا تھا، یہ سلسلہ چلتا رہا یہاں تک کہ 2017ء اپریل کی یکم تاریخ آ گئی، سائیں عبدالوحید نے اپنے دو ساتھیوں آصف اور یوسف کو ساتھ ملایا اور اپنے آخری روحانی تجربے کا اعلان کر دیا، اس نے دعویٰ کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے (نعوذ باللہ) مردوں، کو زندہ کرنے کی طاقت دے دی ہے۔ وہ پہلے سیاہ کاروں کو ڈنڈے مار مار کر ہلاک کرے گا اور پھر انہیں دوبارہ زندہ کر دے گا اور یہ لوگ معصوم بچوں کی طرح پاک صاف ہو کر نئی زندگی گزاریں گے عبدالوحید نے یکم اپریل ہفتہ کی شب یہ تجربہ شروع کر دیا، وہ مریدوں کو بلاتا، انہیں نشہ آور مشروب پلاتا اور انہیں ڈنڈے مار مار کر ہلاک کرتا رہا عبدالوحید نے اس عمل کے دوران 20 مریدوں کی جان لے لی، ان میں 16 مرد، اور چار خواتین شامل تھیں جبکہ چار لوگوں نے بھاگ کر جان بچالی بات پھیلی لوگ اکٹھے ہوئے، پولیس آئی اور عبدالوحید گرفتار ہو گیا گرفتاری کے بعد عبدالوحید نے تین متضاد بیان دیئے، اس کا پہلا بیان تھا، یہ لوگ مجھے زہر دے کر مارنا اور گدی پر قبضہ کرنا چاہتے تھے، میں نے انہیں مار دیا، دوسرا بیان تھا، یہ میرے بچے تھے اور میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت پر عمل کرتے ہوئے ان کو قربان کر دیا اور تیسرا بیان ''جج صاحب آپ میرے ساتھ درگاہ چلیں میں ان سب کو دوبارہ زندہ کر دوں گا بس ایک شرط ہے پولیس ساتھ نہیں ہونی چاہیے۔''

یہ ملکی تاریخ کا خوفناک ترین واقعہ تھا، سائیں عبدالوحید سو فیصد فراڈ اور جرائم پیشہ شخص ہے یہ نفسیاتی بیماری ''ہائپوکانڈریا'' کا مریض ہے، اس مرض میں انسان اپنے دماغ میں ایک غیر حقیقی دنیا آباد کر لیتا ہے اور یہ اس غیر حقیقی دنیا کو ایمان کی حد تک حقیقی سمجھ بیٹھتا ہے، دنیا کے زیادہ تر جعلی نبی اور جعلی ولی ''ہائپوکانڈریا'' کے مریض ہوتے ہیں، سائیں عبدالوحید اور علی محمد گجر قلندر دونوں اس مرض کا شکار تھے یہ بات اگر یہاں تک رہتی تو شاید اتنی

خطرناک نہ ہوتی لیکن یہ اس وقت انتہائی خطرناک ہوگئی جب لوگوں نے ان ذہنی مریضوں کو ولی تسلیم کرلیا چنانچہ ایشو مرشد نہیں ہیں ایشو مرید ہیں، ہمارا معاشرہ اس حد تک زوال پذیر ہو چکا ہے کہ لوگ ہر اس شخص کو ولی مان لیتے ہیں جس کی پشت پر مٹی لگی ہوتی ہے سر میں خاک ہوتی ہے اور اس کی داڑھی سے رالیں ٹپک رہی ہوتی ہیں، ہم لوگ بائیپو کانڈریا کے مریضوں کو صرف ولی نہیں مانتے بلکہ یہ نعوذ باللہ ان کے درجات حضرات ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بھی بلند کر دیتے ہیں، ہم یہ سمجھ بیٹھتے ہیں یہ لوگ واقعی حضرت موسیٰ کی طرح (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ سے مخاطب ہوتے ہیں اور یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح مُردوں کو زندہ کر دیتے ہیں۔ ہم لوگ یہ بھی سمجھ لیتے ہیں جو شخص اپنی رالیں صاف نہیں کرسکتا وہ اللہ کی لکھی ہوئی تقدیر بدل دے گا اور جن گناہوں کی معافی کا اولیاء کرام، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور انبیاء کرام کو بھی یقین نہیں تھا وہ گناہ سائیں عبدالوحید کا ڈنڈا دھو دے گا چنانچہ میں سمجھتا ہوں مسئلہ سائیں عبدالوحید یا سائیں مستی سرکار علی محمد گجر قلندر نہیں ہیں مسئلہ ان لوگوں کو ماننے والے لوگ ہیں لہٰذا ہمیں جعلی پیروں کے جعلی مریدوں کو جوتے مارنے چاہئیں، دوسرا مسئلہ حکومت ہے ہمارے ملک میں کوئی بھی شخص کسی بھی جگہ کسی بھی قبر پر جھنڈا لگا کر عرس شروع کر دے، حکومت نوٹس تک نہیں لے گی، کیوں؟ حکومت کی اس عدم توجہی کے نتیجے میں بیس بیس لوگ جان سے گزر جاتے ہیں اور ریاست تماشہ دیکھتی رہتی ہے، کیوں؟ آپ کمال دیکھئے مکہ اور مدینہ میں کوئی بہشتی دروازہ نہیں لیکن پاکستان میں نہ صرف یہ دروازہ موجود ہے بلکہ یہ دروازہ ہر سال دس بیس لوگوں کی جان بھی لے لیتا ہے آپ ملک میں حکومت کی اجازت کے بغیر سکول اور ڈسپنسری نہیں بنا سکتے لیکن آپ دس بیس ایکڑ کا مزار بنالیں آپ کو کوئی نہیں روکے گا، کیوں؟ آخر کیوں؟ ہماری ریاست کب جاگے گی؟ ہماری ریاست ڈرون نہیں روک سکتی نہ روکے لیکن یہ سائیں عبدالوحید جیسے لوگوں کو تو روک لے، یہ لوگوں کو ہیپاٹائٹس سے نہیں بچاسکتی نہ بچائے لیکن یہ معاشرے کو علی محمد گجر قلندر جیسی بیماریوں سے تو بچالے اور یہ عوام کو دہشت گردوں سے محفوظ نہیں رکھ سکتی نہ رکھے لیکن یہ انہیں سائیں مستی سرکار جیسے روحانی دہشت گردوں سے تو بچالے۔

ریاست عوام کو ان درندوں سے کیوں نہیں بچا پا رہی، کیوں؟ آخر کیوں؟ اور ہمارے عوام بھی یہ کیوں نہیں سمجھتے انسان نبی بھی ہو تو بھی انسان ہی رہتا ہے وہ خدا نہیں بن سکتا اور علی محمد گجر جیسے لوگ تو پورے انسان بھی نہیں ہیں، آپ ان کی قبروں سے کون سا خدا تلاش کر رہے ہیں، آپ کیوں نہیں سمجھتے وہ انسان جو خود قبر پر پڑا ہے وہ آپ کو زندگی کیسے دے سکتا ہے جو انسان خود گناہوں کے کیچڑ میں لت پت ہے وہ آپ کو گناہوں سے پاکی کا سٹرٹیفکیٹ کیسے دے سکتا ہے؟ اور جو شخص پولیس سے نہیں بچ سکتا وہ شخص آپ کو اللہ کے قہر سے کیسے بچائے گا، آپ کیوں نہیں سمجھتے، کیوں؟ آخر کیوں؟